

# دلوں کی اصلاح و پاکیزگی

(صلاح القلوب باللغة الاردية)

تالیف

**خالد بن عبد الله بن محمد المصلح**

ترجمہ

**ابو فیصل سمیع اللہ**

مراجعة و نظر ثانی

دفتر تعاون برائے دعوت و توعیۃ الجالیات ربوہ

طباعت و اشاعت

دفتر تعاون برائے دعوت و توعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض

مملکت سعودی عرب

ایڈیشن ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۰۰۶ء

تمام حقوق برائے سائٹ دار الاسلام محفوظ ہیں

اس کتاب کی عبارت کو بغیر کسی ترمیم و تبدیلی اور امانت و دیانت کی شرط  
کے ساتھ نقل کرنے کی اجازت ہے

کسی قسم کے سوال یا تصحیح یا تجویز کے لیے درج ذیل سائٹ پر مراسلت کریں:

[www.islamhouse.com](http://www.islamhouse.com)



۲۴۹۵

۱۴۲۷ھ مطابق ۲۰۰۶ء

دفتر تعاون برائے دعوت و توعیۃ الجالیات بالربوۃ

ٹیلیفون: ۴۴۵۴۹۰۰ - ۴۹۱۶۰۶۵

## فہرست عناوین

نمبر شمار	موضوعات کتاب	صفحہ نمبر
۱۔	عرض ناشر	۶
۲۔	مقدمہ از مولف: دلوں کی پاکیزگی کیوں؟ اور اس کی اہمیت	۷
۳۔	آفتیں جو دلوں کو فاسد کر دیتی ہیں	۳۲
۴۔	پہلی آفت: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا	۳۲
۵۔	دوسری آفت: بدعت کا ارتکاب اور سنت کی مخالفت	۳۴
۶۔	تیسری آفت: شہوات کی پیروی اور گناہوں کا ارتکاب	۳۶
۷۔	چوتھی آفت: شکوک و شبہات میں گرفتار ہونا	۴۷
۸۔	پانچویں آفت: غفلت کا شکار ہونا	۵۰
۹۔	دلوں کی پاکیزگی و طہارت کیسے ہوتی ہے؟	۵۱
۱۰۔	پہلی دوا: قرآن کریم	۵۴
۱۱۔	دوسری دوا: بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت	۵۷
۱۲۔	تیسری دوا: اللہ تعالیٰ کا ذکر	۶۰
۱۳۔	چوتھی دوا: سچی توبہ اور کثرتِ استغفار	۶۴
۱۴۔	پانچویں دوا: اللہ تعالیٰ سے بکثرت دعا و سوال کرنا	۶۷
۱۵۔	چھٹی دوا: آخرت کو بکثرت یاد کرنا	۶۹
۱۶۔	ساتویں دوا: سلف صالحین کی سیرتوں کا مطالعہ کرنا	۷۰
۱۷۔	آٹھویں دوا: نیک لوگوں اور اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا	۷۱

## عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی وَبَعْدُ:

آدمی کے دل کا معاملہ نہایت ہی اہم ہے، فرمانِ رسول ﷺ کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے مابین ہوتا ہے اور اس کی مشیت جب جس کے لئے جیسی ہوتی ہے اسی حساب سے پلٹ دیتا ہے۔ کب کس کے لئے اللہ تعالیٰ کی مشیت بدل جائے اور اس کے سارے نیک اعمال اور کئے کرائے پر پانی پھر جائے، کچھ بھی ضمانت نہیں۔ اسی سبب سے نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں سلف صالحین ہمیشہ ”يَا مُقَلِّبِ الْقُلُوبِ ثَبِّثْ قَلْبِيْ عَلٰی دِيْنِكَ“ دعا مانگا کرتے تھے کہ ”اے دلوں کے پلٹنے والے! میرے قلب کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ“۔

پیارے بھائیو! زیر نظر کتاب عربی کتاب ’صلاح القلوب‘ کا سلیس اردو ترجمہ ہے، جس میں دلوں پر وارد ہونے والی آفات و خطرات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے، ان خطرات میں شرک، بدعت، اتباعِ شہوات، شہوات و غفلت کا شکار ہونا قابل ذکر ہیں۔ ساتھ ہی ان آفات و خطرات کی دوا و علاج کے نسخے بھی تجویز کئے گئے ہیں، جن میں قرآن کریم، اللہ سے محبت، ذکر الہی، توبہ و استغفار، اللہ سے دعا و فریاد، آخرت کی یاد، سلف صالحین کی سیرتوں کا مطالعہ اور نیک و صالح لوگوں کی صحبت و رفاقت قابل ذکر ہیں۔ اس گراں قدر کتاب کا ترجمہ شائع کرتے ہوئے ہم مولف کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے، اس سے مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچائے اور مولف و مترجم اور صحیح کے ساتھ ساتھ ہماری آخرت کی نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔ اِنہ سميع محیب و صلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ از مؤلف

بیشک ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں، اُسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور ہم اپنے نفسوں کے تمام شرور اور اپنے اعمال کی تمام برائیوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اور جسے گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود حقیقی مگر صرف اللہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اس کے برگزیدہ، اس کے خلیل اور اس کی مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ قیامت سے پہلے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا، امانت کا حق ادا کر دیا، امت کے ساتھ خیر خواہی کی اور اللہ کے راستے میں بھرپور جہاد کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کو موت آگئی اور آپ اسی پر قائم و دائم تھے۔ پس اللہ کی رحمتیں نازل ہوں آپ پر اور آپ کے آل و اصحاب پر اور تا قیامت احسان کے ساتھ آپ کی پیروی کرنے

والوں پر۔ اما بعد:

وقتِ حاضر میں اکثر لوگوں کے حالات پر نظر رکھنے والا ایک تعجب خیز اور حیرت انگیز چیز دیکھتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ انواع و اقسام کی تزیین و آرائش کی چیزوں کے ذریعہ ظاہری حسن و جمال کو سنوارنے اور اسے خوشنما و دیدہ زیب بنانے کا زبردست اہتمام ہے۔ اور اسی وقت وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ باطنی امور (دلوں) کو سنوارنے اور ان کی اصلاح کرنے سے مکمل بے اعتنائی اور انتہائی غفلت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ظاہری ٹیپ ٹاپ کو سنوارنے اور دلکش بنانے کے لیے کتنے ہی اوقات، کوششیں اور طاقتیں صرف کی جاتی ہیں، جبکہ دلوں اور باطنی امور کی اصلاح سے مکمل غفلت برتی جاتی ہے۔

یہاں تک کہ بہت سارے لوگوں کا کام (مشغلہ) صرف اپنی شکل و صورت کو خوبصورت اور پرکشش بنانا رہ گیا ہے، چنانچہ ایسے لوگوں پر اللہ جل و علا کا وہ فرمان صادق آتا ہے جو منافقین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا رَأَوْهُمْ تَبَٰعِبُكَ جَسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ  
كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسْنَدَةٌ يَّحْسَبُونَ كُلَّ صَيِّحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ  
فَاخْذِرْهُمْ فَآتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾ (سورة المنافقون: ۴)

جب آپ انہیں دیکھ لیں تو ان کے جسم آپ کو خوشنما معلوم ہوں، یہ جب باتیں کرنے لگیں تو آپ ان کی باتوں پر (اپنا) کان لگائیں گویا کہ یہ لکڑیاں ہیں دیوار کے سہارے سے لگائی ہوئیں، ہر (سخت) آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں، یہی حقیقی دشمن ہیں ان سے بچو، اللہ انہیں غارت کرے، کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔

یہ اس قوم کی صورت حال ہے جس کی ظاہری شکل و صورت بڑی خوبصورت اور اس کی باتیں دلکش تھیں، لیکن یہ چیز انہیں دیوار کے سہارے لگی ہوئی بے سود لکڑیوں کے دائرے سے باہر نہیں نکال سکی، چنانچہ یہ محض مناظر (ظاہری اور دکھاوٹی چیزیں) ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں اور یہ محض جسم ہیں ان میں ذرا بھی عقل (سمجھ بوجھ) نہیں، اور یہ ایک گھٹیا حالت ہے جسے کوئی بندہ مومن اپنے لئے پسند نہیں کرے گا۔ بلکہ بندہ مومن کا ایمان اس وقت تک مکمل اور درست نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ وہ اپنے باطن کی اصلاح نہ کر لے اور اپنے دل کو پاکیزہ و طاہر نہ بنالے۔

لہذا ظاہری حسن و جمال بندے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے اگر اس کا باطن اور قلب فاسد اور فتنج ہے۔ وہ لوگ جنہیں ان کے اچھے احوال اور ظاہری حسن و جمال نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور اس کی وجہ سے وہ یہ سمجھ بیٹھے

تھے کہ آخرت میں بھی ان کا انجام بہتر ہوگا، ان کی تردید کرتے ہوئے اللہ جلّ و علا نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَانًا وَرِثًا﴾ (مریم: ۷۴)

ہم تو ان سے پہلے بہت سی جماعتوں کو غارت کر چکے ہیں جو ساز و سامان اور نام و غرور میں ان سے بڑھ کر تھیں۔

اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس نے اس سے پہلے بہت ساری قوموں کو ہلاک و برباد کر دیا جو حسین و جمیل شکلوں والے، کافی دولت و ثروت والے اور نہایت دیدہ زیب رعنائی والے تھے لیکن یہ ساری چیزیں جن سے وہ لطف اندوز ہو رہے تھے ان کے کچھ کام نہ آئیں۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ

قَبْلِهِمْ كَانُوا أَكْثَرُ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ

عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (غافر: ۸۲)

کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر اپنے سے پہلوں کا انجام نہیں دیکھا جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے، قوت میں سخت اور زمین میں بہت ساری یادگاریں چھوڑنے والے تھے۔ ان کے کئے کاموں



نے انہیں کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا۔

معلوم ہوا باطن کا حسن و جمال اور دل کا صحیح و سالم ہونا ہی وہ اصل اور اساس ہے جس پر اس دنیا میں اور آخرت میں یومِ معاد کی کامیابی و کامرانی کی بنیاد قائم ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يُنَبِّئُ آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ لِبَاسًا يُؤَارِي سَوَاتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ  
التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ﴾

(الاعراف: ۲۶)

اے آدم علیہ السلام کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجبِ زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس، یہ اس سے بڑھ کر ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں۔

اللہ جل شانہ نے یہ بالکل واضح کر دیا ہے کہ تقویٰ کا لباس اور زینتِ تقویٰ، عمدہ و شاندار لباس کے ذریعہ ظاہری حسن و جمال سے بڑھ کر اور بہتر ہے۔ لہذا کسی بھی بندہ کیلئے لباسِ تقویٰ سے مزین اور مرصع ہونا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے قلب کی اصلاح نہ کر لے اور اُسے پاکیزہ اور طاہر و صاف ستھرا نہ بنا لے، کیونکہ تقویٰ کا اصلی ٹھکانہ دل

ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

﴿ذَلِكَ وَمَنْ يُعِظْكُمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾

(الحج: ۳۲)

یہ سن لیا اب اور سنو! اللہ کی نشانیوں کی جو عزت و حرمت کرے تو یہ اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے۔ (یعنی یہ دل کے ان افعال سے تعلق رکھتے ہیں جن کی بنیاد تقویٰ ہے)۔

پس اللہ جلّ و علا نے دین کے تمام شعائر (امور) اور اسلام کے جملہ احکام کی تعظیم کرنے کو بندہ کے دل میں تقویٰ کے موجود ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔

صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ جلّ و علا کا ارشاد ہے:

”يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجَنَّتُمْ كَانُوا عَلَى أَتَقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجَنَّتُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ

مُلْکِی شَیْئاً“ (صحیح مسلم رقم: ۲۵۷۷)

اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر اور تمہارے انسان اور جنات سب اس شخص کی طرح ہو جائیں جس کے دل میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ کا تقویٰ ہو تو یہ بات میری سلطنت میں کسی بھی چیز کا اضافہ نہیں کر سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر، تمہارے انسان اور جنات سب اس شخص کی طرح ہو جائیں جو تم میں سے سب سے زیادہ فاجر و فاسق ہو تو یہ بات بھی میری بادشاہت میں کوئی کمی نہیں کر سکتی۔

یہ حدیث صراحۃً بتلا رہی ہے کہ تقویٰ میں اصل معیار دل کا تقویٰ ہے، اور ایسے ہی فسق و فجور میں اصل چیز دل کا فاسق و فاجر ہونا ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے تقویٰ اور فجور کو ان کے حقیقی محل کی طرف منسوب کیا ہے اور وہ دل ہے، نیز اللہ کے نبی ﷺ نے اس کی صراحت بھی کر دی ہے، چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اَلتَّقْوٰی هَا هُنَا، اَلتَّقْوٰی هَا هُنَا، اَلتَّقْوٰی هَا هُنَا، وَ اَشَارَ اِلٰی

صَدْرِهِ“ (صحیح مسلم رقم: ۲۵۶۴)

تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ اور آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی جانب اشارہ فرمایا۔

بلاشبہ نبی کریم ﷺ کا اپنے سینہ مبارک کی جانب اشارہ کرنا، اس بات کی علامت ہے کہ سینہ دل کا مسکن ہے جو کہ تقویٰ کا مستقر ہے اور اسی میں تقویٰ کی اصلیت پنہاں ہے۔

میرے پیارے بھائی: آپ کے دل کا معاملہ بڑا عظیم ہے اور اس کی شان بہت بلند ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی کی اصلاح کے لئے کتابوں کا نزول فرمایا اور اس کو پاک و صاف، عمدہ اور طیب و طاہر بنانے کے لئے رسولوں کو مبعوث کیا، رب العالمین کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي

الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ (یونس: ۵۷)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔

ایک اور جگہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴿

(آل عمران: ۱۶۴)

بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

ثابت ہوا کہ سب سے عظیم چیز جسے رسول صلوات اللہ وسلامہ علیہ لے کر آئے وہ دلوں کی اصلاح ہے، اسی بنا پر دلوں کی اصلاح و تزکیہ کے لئے طریقہ رسول اکرم ﷺ کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

اور دلوں کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ وہی وہ لطیف و حساس گوشت کا لوٹھڑا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور اپنے علم سے چن لیا ہے اور اسے اپنے نور کے لئے محل اور اپنی ہدایت کے لئے مرکز قرار دیا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس کے لئے اپنی کتاب عزیز میں مثال بھی بیان فرمائی ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِثْلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا

يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُّورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ  
يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٣٥﴾  
(النور: ۳۵)

اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا، اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق  
کے ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور شیشہ  
مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو، وہ چراغ ایک بابرکت  
درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ شرقی ہے نہ غربی،  
خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ  
بھی چھوئے، نور پر نور ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے  
جسے چاہے۔ لوگوں (کے سمجھانے) کو یہ مثالیں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا  
ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے۔

چنانچہ قلب جملہ معارف کا محل ہے، اسی سے بندہ اپنے رب و مولا کو  
پہچانتا ہے، اسی سے اللہ جلّ و علا کے تمام اسماء اور تمام صفات کو بھی جانتا  
ہے اور اسی قلب سے اللہ کی شرعی آیات میں غور و فکر بھی کرتا ہے، جیسا کہ  
اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾ (محمد: ۲۴)

کیا یہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں۔

ہاں بلکہ ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں جو انہیں غور و فکر سے روکتے ہیں۔ اور اسی قلب سے آفاق اور انفس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ آیات کو نیہ میں تدبر و تفکر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونُ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ  
إِذَا يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ  
الَّتِي فِي الصُّدُورِ﴾ (الحج: ۴۶)

کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی کہ جو ان کے دل ان باتوں کے سمجھنے والے ہوتے یا کانوں سے ہی ان (واقعات) کو سن لیتے، بات یہ ہے کہ صرف آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

یہاں سبحانہ و تعالیٰ نے یہ بیان کیا ہے کہ آفاق و انفس میں موجود تخلیقی اور کوئی آیات سے نفع حاصل کرنے کا اصل اعتبار دلوں کا فہم و بصیرت ہے۔

قلب کے متعلق زیادہ اہتمام پر زور دینے والی چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ یہ دل حقیقت میں وہ سواری ہے جس پر بندہ آخرت کا سفر طے کرتا

ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سفر دراصل دلوں کا سفر ہے نہ کہ جسموں کا۔  
شاعر کہتا ہے:

اس (اللہ) کی جانب دلوں سے مسافت طے کرنا ہوتا ہے، سوار یوں کی  
نشتوں پر بیٹھ کر منزل طے کرنا نہیں ہوتا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے  
روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ہم غزوہ تبوک سے نبی اکرم ﷺ کے  
ساتھ لوٹے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ أَقْوَامًا بِالْمَدِينَةِ خَلَفْنَا مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِيًا إِلَّا وَهُمْ

مَعَنَا فِيهِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ“ (بخاری رقم: ۲۸۳۹)

بے شک کچھ لوگ ہیں جو ہمارے پیچھے مدینہ میں رہ گئے ہیں ہم نے  
کوئی پہاڑی گھاٹی اور کوئی وادی سفر میں طے نہیں کی مگر وہ ہمارے  
ساتھ ساتھ ہیں، انہیں عذر نے روک رکھا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ:

”إِلَّا شَرَكُواكُمْ فِي الْأَجْرِ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ“ (مسلم رقم

الحدیث: ۱۹۱۱)

مگر وہ لوگ تمہارے ساتھ اجر میں برابر کے شریک ہیں انہیں



مرض نے روک لیا ہے۔

چنانچہ یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سے تھے جن کے جسم کسی عذر یا مرض کی وجہ سے مدینہ میں روک لئے گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس غزوہ میں نہ نکل سکے، لیکن وہ اپنے دلوں اور عزم محکم کے ساتھ نکلے، چنانچہ وہ اپنی روحوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور اپنے وجود کے ساتھ دارالہجرت مدینہ میں۔

اور یہ قلبی جہاد کہلاتا ہے، علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور جہاد کی یہ قسم جہاد قلبی کہلاتا ہے، اور یہ جہاد کے چار مراتب میں سے ایک ہے جو یہ ہیں:

(۱) دل (۲) زبان (۳) مال (۴) بدن

اور حدیث میں آیا ہے:

((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَقُلُوبِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ))

(ابوداؤد ۲۵۰۴ والنسائی: ۷/۶ واحمد: ۱۲۴/۳، ۱۵۳)

مشرکوں سے اپنی زبان، دل اور مال سے جہاد کرتے رہو۔

(زاد المعاد: ۵۷۱/۳)

ثابت ہوا کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو مرض یا کسی عذر کی وجہ سے مدینہ سے نہیں نکلے اور وہ جو اپنی جان و مال کے ساتھ نکلے، سب لوگ اجر و ثواب میں

برابر ہیں اور یہ اللہ کا فضل و کرم ہے وہ جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔  
 چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سبقت پختہ ارادہ، سچی رغبت اور مستحکم  
 عزم کے ذریعہ ہوتی ہے، اگرچہ آدمی کسی عذر کی وجہ سے عمل سے پیچھے رہ  
 جائے۔

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بدنی اعمال کی کثرت کی وجہ سے فضائل شمار نہیں ہوتے، بلکہ جب یہ  
 اللہ عزوجل کے لئے خالص ہوتے ہیں اور سنت کی متابعت پر بالکل صحیح  
 اترتے ہیں، نیز دلوں کے معارف اور اس کے اعمال کی کثرت کی بنا پر  
 فضائل شمار ہوتے ہیں۔ (المحجۃ فی سیر الدلجہ ص: ۵۲)

اسی لئے بکر بن عبد اللہ المزنی رحمہ اللہ نے ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی  
 تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر سبقت رکھنے کے راز کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:  
 ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر سبقت رکھنے کا راز  
 نماز اور روزے کی کثرت نہیں ہے بلکہ (ان کی سبقت کا راز) وہ معرفت  
 ہے جو ان کے دل میں اتر گئی تھی۔

شاعر کہتا ہے:

تمہاری جرأت رفتار کی مانند کون ہے میرے لئے

کہ تم آہستہ چلتے ہو اور پہلے پہنچتے ہو  
 اے میرے بزرگ برادر! حقیقی معنوں میں تقویٰ دلوں کا تقویٰ ہے جسم  
 کے اعضاء و جوارح کا تقویٰ نہیں ہے، اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا وہ قول ہے جو  
 اس نے قربانی کے لئے ذبح کئے جانے والے جانوروں کے متعلق فرمایا:  
 ﴿لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاءُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ  
 مِنْكُمْ﴾ (الحج: ۳۷)

اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تو  
 تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔  
 چنانچہ دلوں کی پرہیزگاری اور تقویٰ ہی ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے،  
 جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ (فاطر: ۱۰)  
 تمام تر ستھرے کلمات اس کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک اعمال  
 ان کو بلند کرتا ہے۔

لہذا تمام عمل سے مقصود صرف اللہ کے لئے دلوں کا تقویٰ اور پرہیز  
 گاری ہے اور وہ دلوں کا محبت و تعظیم کے ساتھ اللہ کے ماسوا کو چھوڑ کر تنہا  
 اسی کی عبادت کرنا ہے:

شاعر کہتا ہے:

اللہ کے نزدیک فضل و شرف کا معیار اعمال کی شکل  
و صورت نہیں ہے بلکہ فضل و شرف کی بنیاد ایمان کے  
حقائق ہیں۔ اعمال کی فضیلت و برتری صاحب عمل  
کے دل کے اندر قائم دلیل و برہان کے تابع ہوتی ہے  
یہاں تک کہ دو عمل کرنے والے بظاہر ایک رتبہ میں  
دکھائی دیتے ہیں، لیکن فضیلت و برتری اور وزن کے  
اندر ان دونوں کے درمیان  
آسمان و زمین کا فرق ہوتا ہے

قلب کی اصلاح و تزکیہ اور اسے آفات سے خالی (پاک و صاف)  
رکھنے اور فضائل و خوبیوں سے آراستہ کرنے کی ضرورت پر زور دینے والی  
چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے اپنی نگاہ کا  
مرکز ان کے دلوں کو قرار دیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ وَلَا إِلَى صُورِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ

إِلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ إِلَىٰ صَدْرِهِ“ (مسلم رقم

الحديث: ۲۵۶۴)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا ہے تمہارے جسموں کو اور نہ ہی تمہاری شکلوں کو بلکہ وہ دیکھتا ہے تمہارے دلوں کو اور اشارہ کیا آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں سے اپنے سینہ مبارک کی جانب۔

لہذا ایمان و کفر، ہدایت و ضلالت اور نیکی و بدی کے درمیان اصل واساس وہ چیز ہے جو بندہ کے دل میں قائم و موجود ہے۔ اسی بنا پر عام علمائے امت اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جس شخص کو کفر یہ کلمہ کہنے پر مجبور کیا گیا ہو اس کا اس پر مواخذہ نہیں ہوگا بشرطیکہ اس کا سینہ اسلام کے لئے کھلا ہوا ہو اور دل ایمان سے لبریز اور مطمئن ہو، جیسا کہ اللہ جلّ ذکرہ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ  
بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْنَاهُمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ  
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى  
الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ (النحل: ۱۰۶-۱۰۷)

جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر

کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔ مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا، یقیناً اللہ تعالیٰ کا فر لوگوں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔

یہ آیت کریمہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ جب اسلام لائے تو مشرکوں نے انہیں بہت ستایا اور انہوں نے ان سے اسلام کے خلاف بہت کچھ کہلوایا، یہاں تک کہ ان کفار کے مطالبہ پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے ساتھ کفریہ کلمات اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں غیر شائستہ اور ناروا جملے بھی کہہ ڈالے، تو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارکہ میں پہنچے اور روتے ہوئے اپنے حالات کو آپ کے سامنے بیان فرمایا، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

”كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ؟ فَقَالَ: مُطْمَئِنًّا بِالْإِيمَانِ: فَقَالَ النَّبِيُّ

ﷺ مُبَشِّرًا مُبَشِّرًا: فَإِنْ عَادُوا فَعُدُّ“ . (رواہ الحاکم ۳۵۷/۲،

وصححه علی شرط الشیخین، ووافقه الذہبی)

اپنے دل کو تم کیسا پاتے ہو؟ تو عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ایمان

پر دل مطمئن ہے۔ تو نبی ﷺ نے بشارت سناتے ہوئے اور آسانی فرماتے ہوئے کہا: اگر وہ لوگ دوبارہ پہلے جیسا کریں تو تم بھی ویسا ہی کرو۔

پس تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو حمد والا اور بزرگی والا ہے۔  
قلب کے ساتھ عنایتِ خاص کی ضرورت پر زور دینے والی چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ انسان کا دل ہی وہ تاج پوش بادشاہ ہے اور وہی وہ سردار ہے جس کی تابعداری کی جاتی ہے، پس اس کا صالح ہونا اور سلامت و درست ہونا ہر خیر کی بنیاد و اساس ہے، اور دنیا و آخرت میں ہر فوز و فلاح کا سبب ہے۔ چنانچہ بخاری و مسلم میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ  
وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ“

(البخاری حدیث: ۵۲ مسلم حدیث: ۱۵۹۹)

یاد رکھو! بے شک جسم میں ایک گوشت کا لوتھر ا ہے جب وہ صحیح سالم ہوتا ہے تو پورا جسم صحیح سالم ہوتا ہے اور جب وہ خراب و فاسد ہو جاتا ہے تو پورا جسم خراب و فاسد ہو جاتا ہے، خبردار! وہ لوتھر ادل ہے۔

اس سے یہ بات بالکل واضح اور عیاں ہو جاتی ہے کہ دل کی عبادت ہی وہ اصل ہے جس پر تمام عبادات کی بنیاد پڑتی ہے، پس جسموں کی سلامتی دلوں کی سلامتی پر موقوف ہے، لہذا جب دل تقویٰ اور ایمان کے ذریعہ صالح ہوگا تو پورا جسم اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ صالح و درست ہوگا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لَا يَسْتَقِيمُ إِيْمَانُ عَبْدٍ حَتَّى يَسْتَقِيمَ قَلْبُهُ“

(مسند الامام احمد: حدیث: ۱۳۰۷۹)

کسی بندہ کا ایمان اس وقت تک درست و صحیح نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا دل ٹھیک و درست نہ ہو جائے۔

چنانچہ بندہ کا ایمان دل کی صحت و درستگی کے بغیر نہ تو درست ہو سکتا ہے اور نہ ہی صحیح ہو سکتا ہے۔

اسی بنا پر علیم و خبیر (اللہ) نے قیامت کے دن نجات کو دل کی صحت و سلامتی اور اس کی پاکیزگی سے جوڑ دیا ہے، فرمان رب جل و علا ہے:

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾

(الشعراء: ۸۸-۸۹)

جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ لیکن فائدہ والا وہی



ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر آئے۔  
 نیز قلب کے ساتھ عنایتِ خاص کی ضرورت کی تاکید اس سے بھی ہوتی  
 ہے کہ دل کی سب سے نمایاں صفات اور سب سے زیادہ خاص خوبیوں  
 میں سے ایک دل کا الٹنا پلٹنا اور پھرتے رہنا ہے۔  
 شاعر کہتا ہے:

انسان کا نام انسان اس کی اُنسیت کی وجہ سے رکھا گیا ہے  
 اور قلب کا نام قلب صرف اس وجہ سے  
 رکھا گیا کہ وہ الٹا پلٹتا اور قلابازیاں کھاتا رہتا ہے  
 چنانچہ دل بڑی تیزی کے ساتھ الٹا پلٹتا، بڑی سرعت سے بدلتا اور تغیر  
 پذیر ہوتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ  
 سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
 ”لَقَلْبُ ابْنِ آدَمَ أَشَدُّ انْقِلَابًا مِنَ الْقَدْرِ إِذَا اجْتَمَعَتْ غَلِيَانًا“.  
 (المسند لاحمد: ۲۴۳۱۷)

بیشک ابن آدم کا دل اس ہنڈیا سے بھی کہیں بڑھ کر الٹا پلٹتا ہے جس  
 میں جوش مارنے کی شدت مزید تیز ہوگئی ہو۔  
 اس کے بعد مقداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک نیک بخت وہ شخص ہے جو

فتنوں سے بچالیا گیا ہو، اس کلمہ کو وہ تین بار دہراتے رہے، اور وہ اس سے یہ اشارہ کر رہے تھے کہ اس تغیر و تبدیلی کا سبب دلوں پر بکثرت فتنوں کا وارد ہونا ہے، اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے:

”اَللّٰهُمَّ مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰی دِيْنِكَ“

(مسند الامام احمد: ۲۷۰۵۴)

اے اللہ دلوں کے الٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

چنانچہ مسند امام احمد میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعاؤں میں بکثرت یہ کہا کرتے تھے:

”اَللّٰهُمَّ مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰی دِيْنِكَ“

(مسند الامام احمد: ۲۷۰۵۴)

اے اللہ دلوں کو الٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

اور آپ ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک یہ بھی ہے:

”وَاسْأَلْكَ قَلْبًا سَلِيْمًا“

(أخرجہ أحمد ۱۲۳/۴، ۱۲۵، والترمذی: ۳۴۰۷ والنسائی: ۱۳۰۵)

اور میں تجھ سے قلب سلیم مانگتا ہوں۔

قلب کے ساتھ یہ سب اہتمام اس لئے ہے کہ دل کا گناہوں کی طرف لڑھکنا بہت سنگین ہے اور اس کا حق سے انحراف و برگشتگی نہایت ہی خطرناک امر ہے۔ کیونکہ دل کا سب سے کمتر انحراف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی توجہ ہٹ جانا ہے اور اس کی انتہا اس پر مہر لگ جانا اور نیک کاموں کی توفیق سے محروم ہو جانا اور پھر اسی پر موت کا واقع ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (الروم: ۵۹)

اللہ ان لوگوں کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے یوں ہی مہر لگا دیتا ہے۔  
اور دوسری جگہ اللہ جلّ ذکرہ نے فرمایا:

﴿أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾ (الحجّاثیہ: ۲۳)

کیا آپ نے اُسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی

پردہ ڈال دیا ہے۔ اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

یہ تمام سابقہ باتیں قلب کی عظمت، قدر و منزلت اور دنیا و آخرت میں ایک انسان کی سعادت و کامرانی کے سلسلے میں اس کے اثر و کردار اور اس کے خطرات و مضرات کو بیان کرتی ہیں۔

لہذا کیا یہ گوشت کا لوٹھڑا ایک لمحہ کیلئے تامل اور غور و فکر کا مستحق نہیں ہے؟ کیا یہ دل یہ حق نہیں رکھتا کہ ایک لمحہ اس کے بارے میں بحث و تحقیق اور تفتیش میں گزارا جائے؟

اور کیا یہ دل ایک وقفہ امتحان و آزمائش اور جانچ کا مستحق نہیں ہے؟ جس میں آپ اپنے سینہ کے اندر موجود اور اپنے دل میں بیٹھی ہوئی چیزوں کا جانچ پڑتال کریں قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں پوشیدہ بھید ظاہر ہو جائیں گے اور دلوں کے اندر چھپی ہوئی چیزیں عیاں ہو جائیں گی، ارشادِ بانی ہے:

﴿أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ۖ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ۖ

إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ﴾ (العادیات: ۹-۱۱)

کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں میں جو کچھ ہے نکال لیا

جائے گا اور سینوں کی پوشیدہ باتیں ظاہر کر دی جائیں گی، بیشک ان کا رب اس دن ان کے حال سے پورا پورا باخبر ہوگا۔

میرے عزیز بھائی! بغیر کسی سُستی و اکتاہٹ اور کمزوری طبع کا مظاہرہ کئے ہوئے اپنے دل کی حفاظت اور اس کی اصلاح اور اس پر گہری نظر ڈالنے کی بھرپور کوشش کرو۔ کیونکہ تمہارا دل تمہارے اعضائے جسم میں سب سے زیادہ خطرناک عضو ہے اور یہ دیگر اعضاء کی بہ نسبت زیادہ اثر انگیز، اس کا معاملہ سب سے زیادہ باریک اور اس کی اصلاح سب سے زیادہ دشوار ہے۔

اور اس بات کو آپ خوب اچھی طرح جان لیں کہ دلوں کی اصلاح اور ان میں استقامت کا پیدا ہونا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ان کو تمام امراض سے پاک و صاف نہ کیا جائے اور ان آفات و خطرات سے محفوظ نہ کیا جائے جو انہیں فاسد اور خراب کر دیتے ہیں۔

اور یہ امراض اور آفات پانچ آفتوں کی طرف پلٹتی ہیں جو تمام بیماریوں کی جڑ اور ہر بلا و مصیبت کا سرچشمہ ہیں، جو ان سے محفوظ رہا درحقیقت وہ تمام امراض و بلاؤں سے محفوظ ہو گیا۔

شاعر کہتا ہے:

اگر تم ان بیماریوں سے بچ گئے تو بہت بڑی مصیبت سے بچ گئے، وگرنہ میں نہیں سمجھتا کہ تم نجات پاسکو گے۔

## پہلی آفت

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا:

شرک خواہ معمولی ہو یا عظیم ترین، چھوٹا ہو یا بڑا۔ کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے، اور وہ ہر شر و فساد کی جڑ و بنیاد ہے، شرک سے دل تاریک و سیاہ اور مردہ ہو جاتا ہے اور تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ كَذَلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾  
(الانعام: ۱۲۵)

سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے، اسی طرح اللہ ایمان نہ لانے والوں پر ناپاکی مسلط کر دیتا ہے۔

اور اللہ جل و علا نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾ (الأنعام: ۸۲)

جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔

پس ایسے مومن حضرات جو اپنے ایمان میں سچے ہیں اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک کی آمیزش و ملاوٹ نہیں کی، انہی کے لئے اللہ رب العالمین کی جانب سے پورا امن اور مکمل ہدایت ہے۔

اللہ جلّ و علا نے ارشاد فرمایا:

﴿سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزَّلْ بِهِ سُلْطَانًا﴾ (آل عمران: ۱۵۱)

ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے اس وجہ سے کہ یہ اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو شریک کرتے ہیں جس کی کوئی دلیل اللہ نے نہیں اتاری۔

چنانچہ دل کے لئے کسی طرح کی کوئی سلامتی اور کوئی صلاح و بھلائی اللہ وحدہ لا شریک لہ کی توحید کے بغیر ممکن نہیں، لہذا جس قدر انسان سچی توحید

اور درست عقیدہ کا حامل ہوگا اسی قدر اس کا سینہ صحیح سالم اور دل صالح ہوگا۔

دل کی تخلیق کا مقصد ہی یہی ہے کہ یہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور اس کی شایان شان اس سے محبت کرے، اور اس کی توحید و یکتائی کا اقرار و یقین کرے، اور اس بات کو بھی عملی طور پر کر دکھائے کہ اللہ ہی دنیا کی ہر شے سے بڑھ کر اس کو محبوب ہے، اور دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر وہی ہستی اس کے نزدیک کامل ترین امید اور نہایت عظیم ہے، لہذا دل کی درستی و بہتری اس چیز کے اندر ہے کہ اسے اور اس کے ذریعہ وہ مقصود حاصل ہو جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے یعنی اللہ کی معرفت، اس کی محبت اور تعظیم، اور اس کا فساد اس کے برعکس چیزوں میں ہیں، چنانچہ دلوں کی درستی و بہتری اس کے بغیر کبھی بھی ممکن نہیں۔ (مجموع الفتاویٰ ۱۸/۱۶۳)

## دوسری آفت

بدعت کا ارتکاب اور سنت کی مخالفت:

یہ بدعتیں اہل بدعت کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دوری کے سوا اور کچھ نہیں دیتی ہیں، یہ دلوں کو فاسد کر دیتی ہیں اور اسے نفع پہنچانے والی اور پاکیزہ بنانے والی چیزوں سے محروم کر دیتی ہیں، پس آپ جان لیجئے کہ سب سے



بہترین راستہ اور طریقہ محمد ﷺ کا راستہ اور طریقہ ہے اور سب سے بری چیز دین میں نئی چیزوں کا پیدا کرنا ہے، اور ہر نئی چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت ضلالت و گمراہی ہے، پس جب بدعتوں سے دل لبریز ہو جاتا ہے تو وہ بے انتہا تاریک ہو جاتا ہے اور اس کی سوچ و فکر نہایت فاسد و خراب ہو جاتی ہیں۔ تو اب اسے سلامتی کہاں سے حاصل ہوگی؟ اسی لیے سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم نے اہل بدعت کی صحبت اختیار کرنے سے متنبہ فرمایا ہے کیونکہ ان کی صحبت دل کے اندر فساد اور خرابی جنم دیتی ہے، فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا: ”جس نے کسی بدعتی کی ہم نشینی اختیار کی، اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اندھاپن (کجی) ڈال دے گا“۔ ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

شاعر کہتا ہے:

جب تم بیمار نہیں اور کسی بیمار کی صحبت اپنالی

اور تم اس کے ساتھی و ہمد بن گئے تو پھر تم بھی بیمار ہو گئے۔

بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے کینہ و کپٹ اور ہوائے نفس (خواہش پرستی) جو

کہ دلوں کی بیماریوں اور اس کے بڑے روگوں میں سے ہیں، ان سے

دلوں کو پاک و صاف رکھنے کے جو اسباب بیان فرمائے ہیں ان میں سے

ایک مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا ہے اور وہ یہ کہ کسی بدعت یا گمراہی

کے ذریعہ ان سے علاحدگی نہ اختیار کی جائے۔

## تیسری آفت

شہوات کی پیروی کرنا اور گناہوں و برائیوں کا ارتکاب کرنا:

شہوات اور گناہیں و برائیاں انسان کے قلب کو فاسد اور ہلاک و برباد کرنے کے عظیم ترین اسباب میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شہوتوں کی محبت اور ان کی اتباع کے نتیجہ میں جو اثر مرتب ہوتا ہے اسے بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾ (الحاثیۃ: ۲۳)

کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے، اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے؟ کیا اب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

اب تم ذرا غور و فکر کرو! کہ کس طرح شہوتوں کی پیروی دل پر مہر لگنے کا

سبب بن گئی، پھر تم نظر ڈالو اور سوچو اور غور و فکر کرو اور گہرائی میں ذرا اتر کر تدبر سے کام لو کہ کس طرح سے اس مہر اور دل پر پڑے ہوئے پردے کا اثر جسم کے تمام حصوں تک سرایت کر گیا۔ رب ذوالجلال نے سچ فرمایا:

﴿وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشْوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا

تَذَكَّرُونَ﴾ (الحاثیہ: ۲۳)

اور اللہ نے اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے؟ کیا اب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے؟

پس اے وہ شخص جو اپنے دل کی سلامتی چاہتا ہے تو اپنے دل کو شہوت کے مرض سے بچا، کیونکہ یہ مرض ہلاکتوں اور تباہیوں کے گڈھے میں گرانے والا ہے، اللہ جل و علا کا فرمان ہے:

﴿كَأَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (المطففين: ۱۴)

یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ (چڑھ گیا) ہے۔

پس گناہ دلوں کو اندھا کر دیتے ہیں، اس لئے گناہوں سے بچو، کیونکہ

ان کا انجام بہت برا ہے۔

شاعر کہتا ہے:

میں گناہوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ دلوں کو مردہ بنا دیتے ہیں  
اور ان پر ہمیشگی و اصرارِ ذلت و رسوائی مسلط کر دیتے ہیں۔  
گناہوں کو چھوڑنا دلوں کے لئے حیات و زندگی ہے  
اور گناہوں کی نافرمانی تمہارے نفس کے لئے خیر ہی خیر ہے

امام مسلم رحمہ اللہ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”تُعَرِّضُ الْفِتْنُ عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ عُوْدًا عُوْدًا فَأَيُّ قَلْبٍ  
أَشْرَبَهَا نُكْتَةٍ فِيهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا نُكْتَةٍ فِيهِ  
نُكْتَةٌ بَيَضَاءُ حَتَّى تَصِيرَ عَلَى قَلْبَيْنِ عَلَى أَيْضٍ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا  
تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ وَالْآخِرُ أَسْوَدُ مُرَبَّادًا  
كَالْكُوزِ مُجَحِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا إِلَّا مَا  
أَشْرَبَ مِنْ هَوَاهُ“ (مسلم: ۱۴۴)

فتنے دلوں پر چٹائی کے ایک ایک تنکے کی مانند پیش ہوتے ہیں، پس  
جس دل کو یہ فتنہ پلا دیا گیا تو اس میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے، اور  
جس دل نے اس کا انکار کر دیا تو اس میں ایک سفید نکتہ پڑ جاتا ہے،

یہاں تک کہ یہ نکتہ دو دلوں پر ہو جاتا ہے ایک بالکل سفید دل پر جیسے کہ سفید چکنا بڑا پتھر، پس اس کو کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ آسمان اور زمین باقی ہیں، اور دوسرا سیاہ دل پر سفید نکتہ اس کوزہ (مٹکا) کی مانند جو اوندھا منہ پڑا ہو، وہ دل کسی بھی نیکی اور بھلائی کو نہیں پہچانتا ہے اور نہ ہی کسی منکر اور بُری بات کا وہ انکار کرتا ہے مگر صرف وہی چیز جو اس کے ہوائے نفس کی اسے پلا دی گئی ہے۔

چنانچہ برائیاں ہر طرف سے دل کو گھیر لیتی ہیں، اور انسان جب اپنے ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے دل کے اندر ہر گناہ کے بدلے جسے وہ کر گزرتا ہے ایک سیاہی و ظلمت داخل ہو جاتی ہے، اور جب گناہوں پر مصر رہتا ہے اور ان سے توبہ نہیں کرتا تو اس دل پر ظلمات اور تاریکیوں کی یکے بعد دیگرے تہ جمع ہو جاتی ہے اور وہ فزوں تر ہو جاتی ہے تو اس طریقہ سے اس کی حیرت و گھبراہٹ بڑھ جاتی ہے، اور اس کی شقاوت و بد بختی زور پکڑ لیتی ہے یہاں تک کہ وہ ہلاکتوں اور تباہیوں کا شکار ہو جاتا ہے، اور اسے اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ جب دل کی سیاہی و تاریکی قوی ہو جاتی ہے تو مرتکب گناہ کے

چہرہ پر اس کا اثر نمایاں ہو جاتا ہے اور اس کا رویہ سیاہ ہو جاتا ہے جسے ہر فرد بشر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے:

”إِنَّ لِلْحَسَنَةِ لَنُورًا فِي الْقَلْبِ، وَضِيَاءً فِي الْوَجْهِ، وَقُوَّةً فِي  
الْبَدَنِ، وَسَعَةً فِي الرِّزْقِ، وَمَحَبَّةً فِي قُلُوبِ الْخَلْقِ، وَإِنَّ لِلْسَيِّئَةِ  
لَظُلْمَةً فِي الْقَلْبِ، وَسَوَادًا فِي الْوَجْهِ، وَوَهْنًا فِي الْبَدَنِ،  
وَبُغْضًا فِي قُلُوبِ الْخَلْقِ“.

بلاشبہ نیکی کرنے سے دل میں نور، چہرہ پر رونق، جسم میں توانائی،  
رزق میں کشادگی اور مخلوق کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور  
گناہ سے دل میں تاریکی، چہرہ پر سیاہی، جسم میں کمزوری اور مخلوق  
کے دلوں میں بغض و نفرت پیدا ہوتی ہے۔

اور یہ تمام چیزیں - یہ سفیدی اور وہ سیاہی جن کا ذکر نبی کریم ﷺ نے  
حدیث میں بیان فرمایا ہے - ان کا مشاہدہ اہل بصیرت اس دنیا ہی میں  
کر لیتے ہیں، لیکن کل قیامت کے دن کہ جس دن تمام سر بستہ راز کھول  
دیئے جائیں گے اور سینوں کے بھید عیاں ہو جائیں گے، یہ چیزیں ان کے  
چہروں پر بہت واضح اور نمایاں طور پر ظاہر ہوں گی، جیسا کہ اللہ جلّ ذکرہ  
نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ﴾ ☆ وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿(الزمر: ۶۰-۶۱)

اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے، کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں؟ اور جن لوگوں نے پرہیزگاری کی انہیں اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی کے ساتھ بچالے گا انہیں کوئی دکھ چھو بھی نہ سکے گا اور نہ وہ کسی طرح غمگین ہوں گے۔

اور جیسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ﴾ ☆ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿(آل عمران: ۱۰۶-۱۰۷)

”جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ، سیاہ چہرے والوں سے کہا جائے گا کہ کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ اب اپنے کفر کا عذاب چکھو! اور سفید چہرے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل

ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

بیشک گناہ کے کام جتنے بھی ہیں خواہ وہ معمولی اور ہلکے ہوں یا بڑے بڑے ہوں، یہ سب دلوں کو فاسد کر دیتے ہیں اور ان کی سفیدی، چمک اور رونق کو داغدار اور میلا کر دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ترک کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمانِ جل و علا ہے:

﴿وَذَرُوا ظَهْرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ﴾ (الانعام: ۱۲۰)

اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو۔

لہذا تمام مومنوں پر واجب ہے کہ وہ تمام ظاہری و باطنی گناہوں کو ترک کر دیں، بطور خاص دلوں کے گناہ اور ان کی خطاؤں کو۔ اس لئے کہ ان کی تباہی بہت شدید ہوتی ہے اور ان کا اثر بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔

چنانچہ دل کی خطاؤں میں سے ایک ریا یعنی دکھاوا و نمود ہے جو نیک عمل کو تلف و برباد کر دیتا ہے، اور ایک عجب یعنی فخر و غرور اور خود پسندی و خود بینی ہے جو تمام اعمالِ خیر کو بکھرے ہوئے غبار کے مانند کر دیتی ہے، اور انہی گناہوں میں سے کینہ و کپٹ اور حقد و حسد بھی ہیں جو نیکیوں کو چاٹ کھاتے ہیں اور گناہوں کو بڑھاتے ہیں۔

دلوں کو فاسد کرنے والی اور ان کی روشنی کو بجھا دینے والی چیزوں میں



حرام چیزوں کو دیکھنے کے لئے نگاہوں کو آزاد چھوڑ دینا بھی ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو نگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ جلّ و علا ہے:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ

أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾ (النور: ۳۰)

مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اصحابِ النبی ﷺ کو نصیحت کر رہا ہے کہ جس وقت وہ اللہ کے رسول ﷺ کی بیویوں سے مخاطب ہوں تو کیسے مخاطب ہوں:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ

أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾ (الاحزاب: ۵۳)

جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی یہی ہے۔

چنانچہ جس شخص نے اپنی نگاہ کو محرمات پر پڑنے سے بچایا اللہ جلّ و علا اس بندہ کو اس کے عوض معرفتِ حق کی نگاہ اور صحیح سالم قوی قلب عطا فرمائے گا،

لہذا تم بھی اپنی نگاہ کو محرمات سے بچاؤ کیونکہ بہت سی نظریں ایسی ہوتی ہیں کہ دیکھنے والے کے دل کو فتنوں اور بلاؤں میں ڈال دیتی ہیں۔

دلوں کو فاسد کرنے والی اور اس کی طہارت و پاکیزگی کو داغدار کرنے والی چیزوں میں سے ایک موسیقی اور گانے کا سننا بھی ہے، بلاشبہ گانا دل میں فساد و بگاڑ پیدا کر دیتا ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

”إِنَّ الْغِنَاءَ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ“

بیشک گانا دل میں نفاق کو اسی طرح جنم دیتا ہے جس طرح پانی سبزی کو اگاتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ گانا، موسیقی اور میوزک تمہارے دل پر اللہ تعالیٰ کی آیات میں غور و فکر کو جھل بنا دیتے ہیں، اور تمہارے کان پر فرقان الہی یعنی کلام اللہ کی سماعت کو گراں بار بنا دیتے ہیں اور تمہارے بدن پر اطاعت و احسان کو بھاری اور دشوار بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ

عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ (لقمان: ۶)

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں، یہی

وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

سلف صالحین رحمہم اللہ میں سے کئی ایک نے اس آیت کریمہ میں ”لہو الحدیث“ کی تفسیر ”غناء“ یعنی گانا و موسیقی سے کی ہے اور یہی اکثر مفسرین کے نزدیک رائج ہے۔ لہذا موسیقی اور گانا سننے سے مکمل طور پر پرہیز کرو۔ اور خبردار! ایسے لوگوں کی اکثریت کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھاؤ۔ ان پر تو اللہ تعالیٰ کا یہ قول صادق آتا ہے:

﴿وَإِنْ تُطِيعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾  
(الانعام: ۱۱۶)

اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں۔  
اور بکثرت یہ دعا مانگا کرو:

”اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالتَّلَجِ وَالْبَرَدِ“

اے اللہ مجھے میرے گناہوں سے پانی، برف اور ازلے کے ذریعہ پاک و صاف کر دے۔

کیونکہ گناہ خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے دل پر کدورت اور میل و دھبہ کا سبب بنتے ہیں جن سے دل کو پاک کرنا نہایت ضروری ہے۔

## چوتھی آفت

شکوہ و شبہات میں گرفتار ہونا:

شکوہ و شبہات حق سے اندھا کر دیتے ہیں اور مخلوق کو گمراہ کر دیتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ شبہ ایک تباہ کن اور خطرناک مرض ہے جو آدمی سے ایمان کی لذت و چاشنی کو ختم کر دیتا ہے، اور شیطان کے وسوسوں کو بڑھاوا دیتا ہے، اور اس کے شکار شخص کو قرآن و سنت سے نفع اٹھانے سے روک دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ

الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ﴾ (آل عمران: ۷)

پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے۔

پس وہ لوگ نہ اللہ جلّ و علا کی کتاب سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ ہی نبی کریم ﷺ کی سنت سے، کیونکہ وہ کتاب و سنت میں ہدایت کی طلب کے لئے نظر نہیں ڈالتے، بلکہ وہ تو لوگوں کو شک و شبہ میں ڈالنے اور گمراہ کرنے اور تشبیہ و تمثیل میں مبتلا کر دینے کے لئے کتاب و سنت کو استعمال کرتے ہیں، اور یہ چیزیں بتلاتی ہیں کہ شبہ اور شبہ پیدا کرنے والوں سے بچنا بہت

ضروری ہے، کیونکہ یہ شکوک و شبہات دل پر وارد ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اسے ہلاکت و تباہی کے گڈھے میں ڈال دیتے ہیں چنانچہ اس کا آخری انجام یا تو کفر ہوتا ہے یا نفاق۔

شاعر کہتا ہے:

شکوک و شبہات مسلسل اس کے دل پر حملہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان کے درمیان خون میں لت پت مقتول ہو جاتا ہے

لہذا تم شک و شبہ کرنے اور شک و شبہ پیدا کرنے والوں سے بچو اور کبھی بھی شک و شبہ کا بیان نہ سنو اور نہ ہی شک و شبہ پیدا کرنے والوں کی بات سنو اور نہ ہی ان کی کتابیں پڑھو اور نہ ہی ان کے پاس اٹھو بیٹھو، بلکہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کرو جس کا اللہ جلّ و علا نے اپنے اس فرمان میں تمہیں حکم دیا ہے:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذَا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا﴾ (النساء: ۱۴۰)

اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم

جب کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو، تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو! جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں، (ورنہ) تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔

شبہات پیدا کرنے والے سب سے زیادہ اللہ کی آیتوں میں باطل اور بے بنیاد طریقہ پر کلام کرنے والے لوگ ہیں، فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

”جو شخص تمہارے دل کو شکوک و شبہات سے خراب کرنے والا ہو اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے اپنے آپ کو بہت دور رکھو، اور اس شخص کے ساتھ بھی مت اٹھو بیٹھو جو خواہشاتِ نفس پر چلتا ہے، کیونکہ مجھے تمہارے اوپر اللہ کے غضب کا ڈر لگتا ہے۔“

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اہل شبہات ہمیشہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح سے مومن کو اس کے دین اور ان چیزوں کے متعلق جن کی خبر اللہ نے اپنے رسول کو دی ہے شکوک و شبہات میں مبتلا کر دیں، اور ان کی تگ و دو یہ ہوتی ہے کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی

سنت کی مخالفت کو اپنی فاسد آراء، بے بنیاد شبہات اور جھوٹے خیالات کے ذریعہ نہایت بنا سنوار کے پیش کریں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ (محمد: ۲۱)

تو اگر وہ اللہ کے ساتھ سچے رہیں تو ان کے لئے بہتری ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانُوا مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ

اِخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾ (النساء: ۸۳)

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی

اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ، لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ

خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾ (حم سجدہ: ۴۰-۴۱)

بے شک یہ بڑی با وقعت کتاب ہے، جس کے پاس باطل پھٹک بھی

نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے، یہ نازل کردہ

حکمتوں والے خوبیوں والے (اللہ) کی طرف سے ہے۔

## پانچویں آفت

غفلت کا شکار ہونا:

غفلت ایسے ”سہو“ کو کہتے ہیں، جو دل پر طاری ہوتا ہے تو اسے نفع پہنچانے والی چیز کے اپنانے اور تکلیف پہنچانے والی چیز کے چھوڑنے سے اندھا کر دیتا ہے، پس غفلت بہت ساری برائیوں کی جڑ ہے، لیکن اس کے باوجود لوگوں کے درمیان یہ خصلت و عادت بہت زیادہ رواج پا چکی ہے، اللہ جل و علا کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَفُلُونَ﴾ (یونس: ۹۲)

اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔ اللہ کی قسم! یہ نہایت خطرناک بیماری ہے، جس سے اللہ عزوجل نے بچنے کے لئے کہا ہے اور اس قسم کے لوگوں کی صحبت اپنانے سے روکا ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ﴾ (الاعراف: ۲۰۵)

اور تم اہل غفلت میں سے مت ہونا۔

نیز اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تُطِيعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ



فُرُطًا ﴿ (الكهف: ۲۸)

دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔

معلوم ہوا کہ غفلت دل کو پاکیزہ بنانے والی، اسے نفع پہنچانے والی، اسے پروان چڑھانے والی اور اس کی اصلاح کرنے والی اور اسے برائیوں سے دور رکھنے والی چیزوں سے بے پروا کر دیتی ہے۔

اے برادر نیک بخت: یہی اساسی اور بنیادی آفات و امراض ہیں جنہیں میں نے تمہارے سامنے کھول کر رکھ دیا ہے اور تمہاری نگاہ کے دروازہ پر دستک دی ہے، لہذا اللہ سے ڈرتے ہوئے ان جملہ آفات و امراض سے بچنے کے لئے عزم محکم کیجئے اور ان سے دور رہنے کے لئے سلامتی کے اسباب کو اپنائیے، کیونکہ دل کی پاکیزگی اور اس کی استقامت کا حصول ممکن ہی نہیں ہے مگر ایسے اسباب کے ذریعہ جن کا اپنا نا بے حد ضروری ہے، اور ایسے دروازوں کے ذریعہ جن پر دستک دینا اور ان میں داخل ہونا نہایت ضروری ہے، کیونکہ نتائج اپنے مقدمات سے مربوط ہوتے ہیں، لہذا جسے ان عظیم آفات اور بلاؤں سے بچنے کی خواہش اور آرزو ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ان سے

بچاؤ کے راستے کو اپنائے، اس لئے کہ کشتی خشکی پر نہیں چلتی، ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾ (الطلاق: ۴)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ اس کے ہر کام میں آسانی کر دے گا۔

اس لئے تم اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت کرے گا، تم اللہ تعالیٰ کے اوامر کی حفاظت کرو، تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ شَبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا،

وَإِذَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِذَا أَتَانِي يَمْشِي

اتَّبَعْتُهُ هَرْوَلَةً“ (صحیح البخاری: ۷۴۰۵)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ میری جانب ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کی جانب ایک ہاتھ آتا ہوں، اور جب وہ میری جانب ایک ہاتھ آتا ہے تو میں اس کی جانب دو ہاتھ قریب آتا ہوں، اور جب وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

نیز اللہ جلّ شانہ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت: ۶۹)

اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیں گے۔

پس عزمِ محکم کیجئے جی ہاں عزمِ مصمم اور جلدی کیجئے بہت جلدی، ان جملہ بیمار یوں اور آفتوں سے نجات اور چھٹکارا پانے کے لئے، کیونکہ صادق و مصدوق ﷺ نے فرمایا ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے:

”مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً“ (صحیح البخاری: ۵۶۷۸)

اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کے لئے شفا بھی اتاری ہے۔  
رَبُّ الْعَالَمِينَ کی قسم! بلاشبہ جو شخص اپنے دین کے معاملہ کو اہمیت دیتا ہے اور خوابِ غفلت سے بیدار ہو چکا ہے، اور یہ امید باندھ رکھی ہے کہ وہ کل قیامت کے دن نجات پانے والوں میں سے ہو جائے، تو پھر وہ اپنے دل کو تباہی اور ہلاکت کے اسباب سے بچانے کے بعد سب سے زیادہ اس بات کا حریص ہوگا کہ کس طرح وہ اپنے دل کی سلامتی کے اسباب اور اس کے علاج کے طریقوں کی معرفت اور جانکاری حاصل کرے، ہم یہاں پر آپ

کے لئے چند دوائیں تجویز کرتے ہیں جو ان بڑی آفتوں اور عظیم بیماریوں سے نجات دینے میں آپ کے معاون اور مددگار ثابت ہوں گی۔

## پہلی دوا

قرآن عظیم اور کتاب حکیم ہے:

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسے دلوں کی بیماریوں کے لئے شفا اور مومنین کے لئے سراپا رحمت و ہدایت بنا کر نازل فرمایا ہے، اور اللہ جل و علا نے تمام انسانوں کو اسی قرآن کے ذریعہ خطاب فرمایا ہے۔ ارشاد سبحانہ و تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ تَكْوِينُكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ ☆ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٥٧-٥٨﴾ (یونس: ۵۷-۵۸)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے، آپ کہہ دیجئے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے کہ وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا﴾ (اسراء: ۸۲)

یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لئے تو سر اسر شفا اور رحمت ہے، ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔

پس یہ قرآن اس شخص کے لیے سب سے مؤثر اور بلیغ ترین موعظت و نصیحت ہے جو صاحبِ دل ہے اور جو دل سے متوجہ ہو کر کان لگائے اور وہ حاضر ہو، اور اللہ کی قسم! یہ قرآن ان آفات و امراض کے لئے جو دلوں اور سینوں میں موجود ہیں سب دواؤں سے بڑھ کر نفع بخش دوا ہے، اس میں شہوات اور خواہشاتِ نفس کی بیماریوں کے لئے شفا ہے، اور اس میں تمام شکوک و شبہات کی بیماریوں کا بہترین علاج و شفا ہے، نیز اس میں خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کے دلوں کو بیدار کرنے کے لئے بہترین نسخہ الہی ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”دلوں کی جملہ بیماریوں اور روگوں کا نچوڑ دراصل شبہات اور شہوات کی بیماریاں ہیں، اور قرآن دونوں قسم کی

بیماریوں کے لئے شفا ہے، اس میں ایسی روشن دلیلیں اور قطعی براہین ہیں جو حق کو باطل سے بالکل واضح کر دیتی ہیں جن سے شبہ کا تمام روگ اور مرض ختم ہو جاتا ہے، اور رہی بات شہوات و خواہشاتِ نفس کے روگ اور مرض کے لئے شفا و علاج کامل ہونے کی، تو وہ اس طرح کہ اس میں حکمت اور موعظتِ حسنہ یعنی دل پذیر نصیحت ہے اور اس میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی ترغیب کی چیزیں بدرجہ اتم موجود ہیں۔“

ہر وہ شخص جو اپنے دل کی اصلاح کی رغبت رکھتا ہے اس کے لئے اس بات کی آگاہی حاصل کرنا نہایت اہم ہے کہ قرآن کریم سے شفا حاصل کرنا صرف اس کی تلاوت سے حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ قرآن میں تدبر و تفکر کرے اور جو قرآنی خبریں ہیں ان سے نصیحت اور عبرت حاصل کرے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے احکام کی مکمل پابندی و تابعداری کرے۔ ”اے اللہ اس قرآن کو ہمارے دلوں کی بہار، ہمارے سینوں کو شفا دینے والا اور ہمارے حزن و ملال اور رنج و غم کو ختم کر دینے والا بنادے“۔ آمین۔

## دوسری دوا

بندے کا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا:

یقیناً بندہ کی اللہ تعالیٰ سے محبت دل کے سب سے نفع بخش نسخہ ہائے علاج میں سے ہے، اور اس میں کوئی تعجب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہی بندگی و عبودیت کی اصل و بنیاد ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ (البقرہ: ۱۶۵)

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دل کی صلاح و بہتری، اس کی کامیابی و کامرانی اور اس کا نعمتوں سے مالا مال ہونا اس محبت کو رحمن کے لیے خالص کرنے میں ہے۔ یعنی صلاحِ قلب اور فلاحِ قلب اور نعیمِ قلب یہ سب اس وقت حاصل ہوں گے جب اللہ تعالیٰ کے لئے محبت خالص ہوگی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہی درحقیقت دل کی جنت، اس کی غذا و قوت

اور اس کی حیات و زندگی ہے، پس اللہ کی قسم! بیشک دل اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کے بغیر نہ تو فلاح پاسکتا ہے، نہ صالح ہو سکتا ہے، نہ درست ہو سکتا ہے، نہ نعمت سے محفوظ ہو سکتا ہے، نہ حقیقی خوشی محسوس کر سکتا ہے، نہ سچی لذت سے بہرہ ور ہو سکتا ہے اور نہ ہی اسے اطمینان و سکون حاصل ہو سکتا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ“ (بخاری: ۲۱، مسلم: ۴۳)

تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس بندہ کے اندر پائی گئیں تو اس نے ان کے ذریعہ ایمان کی حلاوت و مٹھاس کو پالیا، پہلی خصلت یہ ہے کہ: اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک ساری دنیا سے بڑھ کر محبوب اور ہر دلعزیز ہوں۔ دوسری خصلت یہ ہے کہ: وہ جس آدمی سے محبت کرتا ہے تو وہ اس سے صرف اللہ کی رضا کی خاطر محبت



کرتا ہے، اور تیسری خصلت یہ ہے کہ: اسے دوبارہ کفر میں لوٹ جانا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کفر سے نکال لیا ہے ایسا ہی ناپسند ہو جیسا وہ یہ ناپسند کرتا ہے کہ اسے آگ میں ڈالا جائے۔‘

اس حدیث پر گہری نظر ڈالنے سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس کی چکی اللہ تعالیٰ کی محبت ہی پر گھومتی ہے، پس محبت دین کے واجبات میں سے سب سے عظیم چیز ہے، اور اس کے اصول و قواعد میں سے سب سے زیادہ مہتمم بالشان اور نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ایمان و دین کے اعمال میں سے ہر عمل کی اساس و جڑ یہی محبت ہی ہے، اللہ جل و علا نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ اللَّهُ قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (التغابن: ۱۱)

اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

نیز محبت کی صحیح علامت اور اس کا سچا معیار اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (آل عمران: ۳۱)

کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو، تو میری تابعداری

کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

معلوم ہوا کہ جس قدر تمہارے اندر ظاہر و باطن میں نبی کریم ﷺ کی تابعداری و اتباع پائی جائے گی، اسی قدر تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی پائی جائے گی جو دلوں کی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے۔

## تیسری دوا

اللہ تعالیٰ کا ذکر:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (الرعد: ۲۸)

یاد رکھو اللہ کے ذکر سے دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

اور صحیح بخاری میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ كَمَثَلِ الْحَيِّ

وَالْمَيِّتِ“ (بخاری: ۶۴۰۷)

اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو اپنے رب کا ذکر

نہیں کرتا، ایسی ہی ہے جیسے زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔

چنانچہ ذکرِ الہی دل کے لئے ویسے ہی ہے جس طرح مچھلی کے لئے پانی، اگر پانی سے مچھلی کو باہر نکال لیا جائے تو اس کی حالت کیسی ہوگی؟ تو اس کی حالت بعینہ دل کی حالت کی طرح ہے جب اسے ذکرِ الہی سے دور رکھا جائے، اور یہ حقیقت ہے کہ جب دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہو تو پھر وہ پتھر جیسا سخت اور تاریک ہو جاتا ہے۔ فرمانِ الہی ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِلْفُلُسِيَّةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ (الزمر: ۲۲)

اور ہلاکی ہے ان پر جن کے دل یادِ الہی سے (اثر نہیں لیتے بلکہ) سخت ہو گئے ہیں۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ہر چیز کو جلا بخشنے والی کوئی نہ کوئی چیز ضرور موجود ہے اور دلوں کو جلا بخشنے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ ایک شخص نے حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا: اے ابوسعید! میں آپ سے یہ شکوہ کرتا ہوں کہ میرا دل بہت سخت ہے! تو ابوسعید رحمہ اللہ نے اس سے فرمایا: ”تم اس دل کو ذکرِ الہی سے پگھلا دو، کیونکہ دلوں کی سختی و قساوت کو پگھلانے کے لیے ذکرِ الہی جیسی کوئی اور چیز نہیں ہے۔“

اسی بنا پر متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بکثرت ذکرِ الہی کرنے کا حکم دیا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا، وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً  
وَآصِيلًا﴾ (الاحزاب: ۴۱-۴۲)

مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرو، اور صبح و شام اس کی پاکیزگی  
بیان کرو۔

نبی کریم ﷺ اپنے تمام اوقات میں ذکرِ الہی میں مشغول رہتے تھے،  
جیسا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے۔ نیز  
اللہ تعالیٰ نے عقلمندوں اور اہل دانش کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے  
ارشاد فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ﴾  
(آل عمران: ۱۹۱)

جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے  
کرتے ہیں۔

ذکر کا اقل ترین درجہ یہ ہے کہ اوقات و احوال کے ساتھ مقید اذکار کی  
محافظت اور پابندی کی جائے، جیسے صبح و شام کے اذکار، اور وہ اذکار جو  
فرض نمازوں کے بعد پڑھے جاتے ہیں، اور ان کے علاوہ وہ اذکار جن  
کے لئے کوئی سبب ہے یا وہ کسی مخصوص حالت میں وارد ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمہیں برکت سے نوازے، تم اپنی استطاعت کے مطابق جس قدر ہو سکے زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے کے حریص بنو۔

اس لئے کہ یقینی طور پر ذکرِ الہی ظلمت و تاریکی سے نور و روشنی کی طرف نکلنے، اور اللہ رب العالمین کی طرف سے فضل و رحمت کے حصول کے عظیم ترین اسباب میں سے ہے، اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بہ کثرت اپنا ذکر کرنے اور صبح و شام اپنی تسبیح بیان کرنے کا حکم دینے کے بعد ہی اس کے جزا و بدلے کا تذکرہ فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ

إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا﴾ (الأحزاب: ۴۳)

وہی ہے جو تم پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی جزا انہیں ظلمات سے نور و روشنی کی طرف نکالنا، رب العالمین کی طرف سے ان کے لئے رحمت کا توشہ اور اللہ کے فرشتوں کی طرف سے ان کے حق میں بخشش و مغفرت کی دعا ہے۔

## چوتھی دوا

سچی توبہ اور کثرتِ استغفار:

چنانچہ سچی توبہ جس میں توبہ کی تمام شرائط موجود ہوں، دل کو جلا و روشنی بخشی ہے اور گناہوں اور برائیوں کی تمام میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے، کیونکہ گناہوں اور معاصی پر بار بار اصرار دل کو کالا اور سیاہ بنا دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ گناہوں پر مصر نہ فرمان کے دل کو تم انتہائی ظلمت اور قساوت میں پاؤ گے جو مکدر اور بے لذت ہوتا ہے، بلکہ اللہ کی قسم! وہ تو عذاب اور شقاوت و بدبختی میں گھرا ہوتا ہے۔

لہذا توبہ دل کی مساعیِ جمیلہ یعنی اچھی کوششوں میں سے ایک بہترین کوشش ہے، اور اس کوشش کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ دل صالح یعنی تقویٰ والا اور مستقیم یعنی راہِ الہی پر ٹھیک چلنے والا ہو جائے، یاد رکھئے کہ کثرتِ توبہ اور بار بار توبہ کا اعادہ کرنا اور ہمیشہ استغفار کرتے رہنا یہ ان امور میں سے ہے جن سے دل صالح اور پاکیزہ بنتا ہے، اور اسے اعمالِ خیر کی طرف لے جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ صحیح حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں:

”إِنَّهُ لَيَغَاثُ عَلَى قَلْبِي وَإِنِّي لَا أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ“

(احمد: ۱۸۰۰۲)

بیشک میرے دل پر کبھی ذکر الہی سے متعلق غفلت طاری ہوتی ہے

اور میں دن میں سو بار اللہ کی جناب میں ضرور استغفار کرتا ہوں۔

اس حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ اپنے دل سے اس ”غین“، یعنی ذکر الہی سے متعلق طاری ہونے والی غفلت کو استغفار کے ذریعہ زائل اور دور کرتے ہیں، حالانکہ آپ ﷺ کی شان یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کے آگے اور پیچھے کے تمام گناہ بخش دیئے ہیں۔

پھر آپ کے سوا دوسرے کی کیا حالت ہونی چاہیے جس کے کندھے گناہوں سے بوجھل ہیں اور ہر لمحہ گناہوں و نافرمانیوں کی بھرمار اور کثرت ہے، کیا اُسے بکثرت استغفار کی ضرورت نہیں ہے جس سے اس کے دل فاسد کی اصلاح ہو سکے؟ ہاں! کیوں نہیں، قسم ہے اللہ کی! ہم سب اس کے شدید محتاج ہیں۔

کیونکہ اللہ کا بندہ جب گناہوں سے تائب ہو جاتا ہے تو وہ اپنے دل سے اچھے و برے اعمال کی آمیزش و ملاوٹ کو باہر نکال دیتا ہے، جو اس نے اس میں اچھے اور بُرے اعمال کی آمیزش کر رکھی تھی۔ لہذا جب وہ جملہ گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے، تو دل کی قوت اور اس کا ارادہ اعمالِ صالحہ

کے لئے بالکل فارغ ہو جاتا ہے، اور اس طرح سے اس کا دل ان تمام فاسد حوادث و مشاغل سے جو اس میں موجود تھے راحت و سکون محسوس کرتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿أَوْ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا﴾  
(الانعام: ۱۲۲)

ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے، کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے؟ جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ اس شخص کی مثال بیان کی ہے جو کفر اور جہالت کی وجہ سے مردہ دل تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے توبہ کرنے کی ہدایت بخشی اور اسے ایمان کی دولت دے کر زندگی عطا فرمائی، اور اسے ایسے نور سے نوازا جس سے وہ روشنی حاصل کرتا ہے اور لوگوں کے درمیان اس نور کو لئے چلتا پھرتا ہے۔



## پانچویں دوا

اللہ تعالیٰ سے دعا اور بہ کثرت سوال کرنا:

اللہ تعالیٰ سے دعا اور بہ کثرت سوال کرنا کہ وہ آپ کے دل کی اصلاح فرمائے اور آپ کو ہدایت سے سرفراز کرے، اس لئے کہ دعا دلوں کی اصلاح کے ابواب میں سے ایک عظیم باب ہے، اللہ جلّ و علا کا ارشاد ہے:

﴿فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ

لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الانعام: ۴۳)

سو جب ان کو ہماری سزا پہنچی تھی تو انہوں نے عاجزی کیوں نہیں اختیار کی؟ لیکن ان کے قلوب سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کر دیا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں نے سب سے زیادہ نفع بخش دعا کے بارے میں غور و خوض کیا، تو معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی چیزوں پر مدد کا سوال ہے (یعنی اللہ کی خوشنودی کی چیزوں کو انجام دینے کے لئے اللہ سے مدد مانگنا ہے)، پھر میں نے اس کو سورۃ الفاتحہ کے اندر اللہ تعالیٰ کے اس قول میں پایا:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (الفاتحہ: ۵)

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اور خود رسول اللہ ﷺ اپنے دل کی صلاح و درستی اور حق و ہدایت پر اس کی ثابت قدمی کے لئے اللہ رب العالمین سے بکثرت سوال کیا کرتے تھے، چنانچہ سنن ترمذی میں صحیح سند سے مروی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

”يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ“

(سنن الترمذی: ۲۱۴۰)

اے دلوں کو اُلٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو تو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

اور صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ أَصْبَعَيْنِ مِنَ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يُصَرِّفُهُ حَيْثُ يَشَاءُ ثُمَّ قَالَ ﷺ: اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفِ

الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ“۔ (صحیح مسلم: ۲۶۵۴)

بیشک تمام اولاد آدم کے دل رحمن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں

کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں وہ اسے جیسا چاہتا ہے پھیرتا رہتا ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے دلوں کے پھیرنے والے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر پھیر دے۔

### چھٹی دوا

آخرت کو بہ کثرت یاد کرنا:

یقیناً آخرت سے غفلت ولا پرواہی ہر خیر اور نیکی سے روک دیتی ہے، اور ہر شر اور فتنہ کو کھینچ لاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”زُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ“ (مسلم: ۹۷۶)

تم لوگ قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں موت کی یاد دلائے گی۔

اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے:

”فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ“ (ابن ماجہ: ۱۵۷۱)

یہ تمہیں دنیا سے بے رغبت کرے گی اور آخرت کی یاد دلائے گی۔

چنانچہ دلوں کے لئے قبروں کی زیارت اور موت و آخرت کی یاد سے زیادہ نفع بخش کوئی اور چیز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں شہوتوں کو جڑ سے کاٹ دینے والی اور غفلتوں سے بیدار کرنے والی ہیں، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے لذتوں کو جڑ سے کاٹ دینے والی چیز یعنی موت کو بہ کثرت یاد کرنے کا حکم دیا ہے۔

## ساتویں دوا

سلف صالحین کی سیرتوں کا مطالعہ کرنا:

سلف صالحین کی سیرتوں اور ان کے واقعات و قصص میں عقل والوں کے لیے عبرت و نصیحت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَلَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ﴾

(ہود: ۱۲۰)

رسولوں کے سب احوال ہم آپ کے سامنے آپ کے دل کی تسکین کے لئے بیان فرما رہے ہیں۔

چنانچہ اللہ کے اولیاء نبیوں، رسولوں، صالحین اور شہداء وغیرہم کے قصوں (حالات زندگی) سے دل کو ثبات اور استقرار حاصل ہوتا ہے اور اس کے اندر صلاح و تقویٰ اور استقامت پیدا ہوتی ہے، اس لیے کہ جو شخص قوم صالحین کی سیرتوں میں علم و بصیرت کے ساتھ نگاہ ڈالے گا، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو زندہ کر دے گا اور اس کے باطن کی اصلاح فرما دے گا، خصوصاً ہمارے نبی مکرم محمد ﷺ کی سیرت پاک ایمان کو زیادہ کرنے اور دل و ضمیر کی اصلاح کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

## آٹھویں دوا

نیک لوگوں، متقیوں اور اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا:

یہ وہ لوگ ہیں جن کی صحبت اختیار کرنے والا بد بخت نہیں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا﴾ (الكهف: ۲۸)

اور اپنے آپ کو انہیں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اسی کے چہرے کا ارادے رکھتے ہیں (رضامندی چاہتے ہیں) خبردار! تیری نگاہیں ان سے نہ ہٹنے پائیں کہ دنیوی زندگی کے ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جائیں۔ دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔

اور امام احمد رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ“

(مسند احمد: ۳۰۳/۲، ۸۰۱۵)

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہذا تمہیں یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

اور مالک بن دینار کا قول ہے کہ:

”إِنَّكَ أَنْ تَنْقُلَ الْحِجَارَةَ مَعَ الْإِبْرَارِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَأْكُلَ الْحَلْوَى

مَعَ الْفَجَّارِ“

تم نیک لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھوؤ یہ زیادہ بہتر ہے اس بات سے کہ تم فاجر اور کمینوں کے ساتھ حلوا کھاؤ۔

اس لئے تم نیکو کاروں اور صالحین کی صحبت کو لازم پکڑو اور ان لوگوں کی صحبت کے حریص بنو جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آ جائے، کیونکہ صحبتِ صالحین دلوں کے لئے زندگی ہے۔ ایک بزرگ سلف رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

”وَإِنْ كُنْتُ لَأَلْقَى الرَّجُلَ مِنْ إِخْوَانِي فَأَكُونُ بِلُقِيَّاهُ عَاقِلًا أَيَّامًا“

میں اپنے بھائیوں میں سے ایک شخص سے ملاقات کرتا تھا تو اس کی ملاقات سے میں کئی دنوں تک عقل والا بن جاتا تھا۔

اور ایک دوسرے سلف کا قول ہے:

”كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى أَخٍ مِنْ إِخْوَانِي فَأَعْمَلَ عَلَى رُؤْيَيْهِ شَهْرًا“

میں اپنے بھائیوں میں سے ایک بھائی کو دیکھتا تھا تو اس کو دیکھنے کے سبب میں مہینہ بھر عمل خیر کرتا رہتا تھا۔

مندرجہ بالا باتیں دل کی دواؤں کی اصل اور اس کی صلاح و تقویٰ کے اسباب میں سے ہیں۔ پس تم انہیں اچھی طرح سے سمجھنے اور ان پر کار بند ہونے کے حریص بنو، اس لئے کہ حقیقی سعادت بغیر دل کی صحت و سلامتی کے ممکن ہی نہیں ہے۔ جن لوگوں کے دل صلاح و تقویٰ سے معمور اور ان کے باطن پاکیزہ و صاف ستھرے ہیں ان کی زندگی سے زیادہ کامل، زیادہ آسودہ، زیادہ نیک بخت و خوش نصیب، زیادہ خوش حال و خوش مزہ اور زیادہ خوش عیش زندگی کسی کو حاصل نہیں ہے۔

میں عرش عظیم کے رب اللہ مولاے کریم سے سوال کرتا ہوں کہ ہم سب ان لوگوں میں سے ہوں جو اللہ جل و علا کے پاس قلب سلیم لے کر حاضر ہوں گے۔

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ، إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾

(الشعراء: ۸۸-۸۹)

جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ لیکن فائدہ والا وہی

ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر آئے گا۔

میں عرش عظیم کے رب اللہ مولائے کریم سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور آپ سب کو اپنے دین حق پر استقامت اور ثابت قدمی عطا فرمائے اور ہم سب کو عاجزی اور فروتنی اختیار کرنے والا دل اور اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے نفسوں کو تقویٰ کی دولت سے نوازے اور انہیں پاک و صاف کر دے، سب سے بہتر وہی ہے جو انہیں پاکیزہ بنا سکتا ہے۔ اور ہماری آخری دعا یہی ہے کہ ساری تعریفیں صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، اور بے شمار صلاۃ و سلام نازل ہوں بشیروند میر محمد ﷺ پر اور آپ کے آل و اصحاب پر۔

تحریر کردہ

**خالد بن عبد اللہ المصلح**

**القصیم - عنیزہ**

پوسٹ بکس نمبر: 1060